اجرہ کردہ قائم کردہ عالیجناب حضرت امیر الملت ... شاہ صاحب ... قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

عالیجناب فضیلتمآب مولانا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور (صدر انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ)

جلد نمبر ۴	# انوار الصوفیہ	شمارہ ۷
ماہنامہ		سیالکوٹ
سالانہ چندہ ۵ روپے	ماہ جولائی ۱۹۵۴ء	ششماہی ۳ روپے

مسجد نور علی پور شریف



ادارہ تحریر ... کردہ

عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ حاجی سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری

مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر

مولانا الحاج عالیجناب ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب کنجاہی

(چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا)

قواعد و ضوابط

۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگان دین کی سوانح عمری پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں مسائل پیش کرنا۔ ۴۔ عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1	انورصوفیہ مئی	1951
2	انورصوفیہ مارچ	1952
3	انورصوفیہ فروری	1953
4	انورصوفیہ اپریل	1953
5	انورصوفیہ اگست	1953
6	انورصوفیہ جولائی	1954
7	انورصوفیہ اپریل	1955
8	انورصوفیہ اپریل، مئی	1955
9	انورصوفیہ جون	1955
10	انورصوفیہ جولائی	1955
11	انورصوفیہ اگست	1955
12	انورصوفیہ ستمبر	1955
13	انورصوفیہ اکتوبر	1955
14	انورصوفیہ نومبر، دسمبر	1955
15	انورصوفیہ جولائی، اگست	1956
16	انورصوفیہ ستمبر	1956
17	انورصوفیہ اکتوبر	1956
18	انورصوفیہ نومبر	1956

19 مناقب مجددیہ، قیومہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

نعت شریف

از جناب مولٰنا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب طالب کنجاہی خلیفہ اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ

محمدؐ رحمۃ اللعالمین خیر الانام آیا ؎ خدا کی بادشاہی میں خدا کا جب پیام آیا

حبیب اللہ آیا شافع ہر خاص و عام آیا ؎ رؤف آیا رحیم آیا کریم آیا سلیم آیا

جہانبانی کی خاطر لے کے وہ کامل نظام آیا ؎ رسولِ رب مطاع خلق اور مختار کل آیا

جہان کی پیشوائی کو رسولوں کا امام آیا ؎ ہدایت کے لئے وہ صاحب خلق عظیم آیا

وہ ضامن بن کے امن و آشتی کا لا کلام آیا ؎ بنا توحید کی رکھی مساوات و اخوت کی

مسیحا سا پیمبر دینے کو جس کا پیام آیا ؎ دعا مانگی خلیل اللہ نے جس کیلئے حق سے

اسی پر بھیجنا لازم درود آیا سلام آیا ؎ وہ محبوب خدا ہے وہ کہ ہے سرتاج محبوباں

محمدؐ سا پیمبر لے کے جب حق کا پیام آیا ؎ عرب کے بادیہ پیما بنے استاد عالم کے

لئے بوسے دہن میرے نے میری نطق کے طالب
زباں پر جب حلاوت سے بھرا حضرت کا نام آیا

ماسٹر کرم الٰہی کرم الٰہی صاحب سیالکوٹی

ارشادات حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ بعض علماء اور سالکان میں فرق ہوا کرتے ہیں۔ کہ عالم کون ہوتا ہے۔ اور عارف کون ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ علماء (عالم) وہ ہوتے ہیں۔ ان کا عمل ان کی رفتار سے بہتر ہوتا ہے۔ یعنی ان کا بود (زندگی کے اعمال) نمود و نمائش سے بہتر ہوں۔ اور عالم علوم سے مراد صرف خداشناسی ہے۔ اور اس پر عمل کرنا جو علم حاصل ہو۔

حجدہ دیو است دانش بے عمل :: مسخرہ شیطان بود مرد دغل
گر عمل با علم تو پیوند نیست :: جبہ و دستار دانشمند نیست

خواجہ صاحب سید امیر کلال کبھی کبھی معرفت حق کی بھی تشریح فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کہ عمل با علم نہ علم با عمل۔ عامل اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی لقا اور رضا سے مشرف کر دیتے ہیں۔

کیونکہ علم۔ خدا عزوجل کو جاننا یعنی معرفت الٰہی ہے۔ اور چاہیئے کہ عمل کو خود اپنی نظر سے گرا دے۔

اور فرماتے تھے۔ سدعلیا کی خاطر اطاعت حق محض شرک خفی ہی ہے۔ اور ہر ایک سے با تواضع پیش آنا نجات عقبےٰ حاصل ہو۔

اور فرمایا۔ خداشناسی کی نشانی یہ ہے۔ کہ خدا کا خوف ہر وقت کرو۔ کہ تمام کاموں کی اصل خدا ترسی ہی ہے۔ اور جب خدا کا عرفان حاصل ہو جائے۔ یعنی علم معرفت حاصل ہو جائے۔ اور اس سے خوف دل میں رہے۔ بارشاد باری (انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ)

اور جب آدمی خداترس ہو جاتا ہے۔ تو بہشت بریں اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی۔ ذالک عن خشی ربہ۔ یعنے یہ وہ بہشت جو تم نے سنا اور یہ یقین کرنے والوں کی ملکیت ہے۔ پس ظاہر ہے جو کوئی ترسگاری (پرہیزگاری۔ اتقا) کا پیشہ اختیار کرے۔ اس کے تمام مقاصد اور مطالب حل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے حصول بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور دیدار الٰہی سے فیضیاب ہو جاتا ہے۔

اور اگر دنیا کے تمام کتب کو پڑھ کر یاد و حفظ کر لو۔ اور تمہارا عمل علم و دین کے مطابق نہ ہو۔ تو اس علم سے سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

رباعی

علمے کہ معلمش در سینہ بود :: در سینہ بود ہر چہ درسے نبود
صد خانہ کتاب خوانی سود نبود :: آں بہ کہ کتاب خانہ در سینہ بود

ترجمہ:۔ وہ علم کہ جس کا معلم سینہ میں ہو۔ سینہ میں وہ کچھ ہوتا ہے۔ جو درس میں نہیں ہوتا۔ سینکڑوں کتاب پڑھنے سے فائدہ نہیں ہوتا۔ بہتر ہے۔ کہ کتب خانہ سینہ میں ہو۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

(۱)۔ حضرت ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مردوں (خاوند) کی خوبیاں کیا کریں۔ اور ان کی برائیوں سے زبان بند رکھیں۔

(۲)۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں ایک دن ایک عورت حاضر ہوئی۔ اس کے ہمراہ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تھیں۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ ایک کھجور زمین پر گری ہوئی نظر آئی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کھجور کو اٹھا کر اور نصف نصف ان ہر دو لڑکیوں میں تقسیم کر دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ تو آپ نے یہ قصہ بیان کیا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے۔ اور وہ ان کے حق ادا کرے۔ تو وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔

۳۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس کو یہ چار چیزیں مل جائیں۔ اس کو دنیا و آخرت مل گئی۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان۔

(۲)۔ اللہ تعالےٰ کے احسانات و انعامات کا شکریہ کرنے والا دل۔

(۳)۔ رنج و محن و مصیبت میں صبر کرنے والا بدن۔

(۴)۔ خاوند کے مال اور اپنے نفس میں خیانت نہ کرنے والی عورت۔

۴۔ فرمایا کامل حیادار وہ ہے۔ جو دماغ کو بڑے خیالات سے اور پیٹ کو لقمہ حرام سے بچائے۔ موت کو نہ بھولے۔ آخرت کا چاہنے والا ہو۔ اور دنیا کی آرائش سے پرہیز کرنے والا ہو۔

(۵)۔ ارشاد فرمایا ہے۔ ضیافتوں اور دعوتوں کے کھانوں میں سب سے بدتر وہ کھانا ہے۔ جس پر صرف امیر لوگ مدعو ہوں۔ اور مسکینوں کو پوچھا نہ جائے۔

فرمایا۔ جو شخص دعوت قبول نہ کرے۔ وہ اللہ و رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔

غالب

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

مرق

تو تو جس خاک کو چاہے وہ بنے بندہ پاک
میں خدا کس بن جاؤں جو خفا تو ہو جائے

حضرت عمر رضؓ

در فقر چو خاک پست باید بود!
وز بادۂ شوق مست باید بود!
اندیشہ زبیش و کم نمے باید بود
خورسند بہر چہ ہست مے باید بود

وہ دن آئیں گے

(از جناب مولنٰا الحاج حضرت حامد حسن قادری صاحب ایم اے سابق پروفیسر سینٹ جان کالج آگرہ)
(حسب الارشاد عالی جناب فضیلتمآب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ)

آخر وہ دن آئیں گے ٭ ہم بھی طیبہ جائیں گے
سر کو در پہ جھکائیں گے ! ٭ دل کا حال سنائیں گے
وہ دن آئیں گے

ہند میں مشکل ہے جینا ٭ خون جگر کا ہے پینا
تیر غم ہے اور سینا ٭ ہند کو چھوڑ جائیں گے
وہ دن آئیں گے

جو سلطان رسالت ہیں ! ٭ شمع بزم ہدایت ہیں !
جو سرتاپا رحمت ہیں ! ٭ وہ ہم کو بھی بلائیں گے
وہ دن آئیں گے

ہجر میں اب تک زندہ ہیں ٭ جینے سے شرمندہ ہیں
اب یہ عزم آئندہ ہیں ٭ چھوڑ کے سب کچھ جائیں گے
وہ دن آئیں گے

جب پہنچے گا جہاز اپنا ٭ مسکن ہوگا حجاز اپنا !
کیا کہیں فخر و ناز اپنا ٭ ہم ان کے کہلائیں گے
وہ دن آئیں گے

جدہ چھوڑ سفینے کو ! ٭ جائیں گے سیدھے مدینے کو
حاصل عمر اس جینے کو ٭ سمجھیں گے سمجھائیں گے
وہ دن آئیں گے

قبلہ عالم کے ہمراہ ٭ ہوگی حاضری درگاہ
ان کے سبب سے رسول اللہ ٭ لطف و کرم فرمائیں گے
وہ دن آئیں گے

دیکھ کے دربار عالی ! ٭ دل ہوگا غم سے خالی
ان کے روضے کی جالی ! ٭ ہم آنکھوں سے لگائیں گے
وہ دن آئیں گے

گنبد خضرا دیکھیں گے ! ؛ باب معلّے دیکھیں گے
حق کا جلوہ دیکھیں گے ؛ سر کو جب ہم نہوڑائیں گے

وہ دن آئیں گے

نور کا تڑکا قبل سحر ؛ پچھلے پہر کا وہ منظر
مجمع مشتاقاں در پر ! ؛ بھیڑ میں ہم گھس جائیں گے

وہ دن آئیں گے

وہ دربار ختم رسل ؛ اور وہ صلّی علیٰ کا غُل !
محو اور بیخود کل کے کل ؛ کیا کیا لطف اٹھائیں گے

وہ دن آئیں گے

وقت سحر کا پھر وہ سماں ؛ چار طرف لحن قرآن
نور کا عالم صاف عیاں ؛ کیف کے بادل چھائیں گے

وہ دن آئیں گے

شام کو بیٹھیں گے اکثر ؛ قبلہ عالم صفحہ پر
بادہ عرفان سے بھر کر ؛ پیمانے چھلکائیں گے

وہ دن آئیں گے

عرب کی قرأت کے انداز ؛ مصری تلاوت کے انداز
دن کی رحمت کے انداز ؛ جوئے نور بہائیں گے

وہ دن آئیں گے

ہم کو بھی اب لے جائیگا ! ؛ روضہ پاک دکھائیگا
چین وہیں پر آئے گا ! ؛ کھویا ہوا دل پائیں گے

وہ دن آئیں گے

فخر آدم کا عالم ! ؛ نور مجسم کا عالم
رحمت عالم کا عالم ؛ دیکھنے ہم بھی جائیں گے

وہ دن آئیں گے

سامنے ان کے صبح و شام ؛ عرض کریں درود و سلام
ہوگی ان کی رحمت عام ؛ شان کرم دکھلائیں گے

وہ دن آئیں گے

قادری ان کی نعت لکھو ؛ بھیج دو گر خود جا نہ سکو
صاحبزادے بشیر اس کو ؛ خود طیبہ میں سنائینگے

آخر وہ دن آئینگے

جذبۂ ایثار

حضرت اسماءؓ بنت حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی کی زندگی کا آخری دور

ایک وقت تھا۔ کہ مسلمان مرد و عورت اس دنیا میں صف اوّل میں شمار کئے جاتے تھے۔ ان اخلاق و ہمت، جرأت اور شجاعت کی داستانیں زد خلائق تھیں۔ ان کی زندگی کی تمام لوگوں کے لئے ایک مشعل راہ سمجھی جاتی ہے۔ اور آج جو ان کے اخلاق کی پستی ان کی بزدلی اور نامرادی ہے۔ وہ آپ اصحاب پر روشن ہے۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اہل دل اصحاب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آج ہم ناظرین رسالہ اور اپنی پیر بہنوں کے دلوں میں جذبۂ ایثار، جرأت اور دلیری اور شجاعانہ خیالات کے پیدائش کے لئے ایک پرانا واقعہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالےٰ عنہا، بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری ناظرین کے دلوں میں جذبۂ ایثار جرأت اور دلیری پیدا ہو جائے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور صدر درجہ کی راسخ العقیدہ اور نیک مزاج خاتون تھیں۔ آپ ذات النطاقین کے لقب سے ملقب تھیں۔ ان کا جذبۂ ایثار مندرجہ ذیل واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

جب آپ کی عمر قریب ایک سو سال کی ہوئی۔ اور قریب المرگ تھیں۔ تو عبدالملک بن مروان تخت خلافت پر متمکن تھے۔ اور اس کے وزیر اعظم حجاج بن یوسف نے جنگ شروع کی۔ اور یکم ذالحج ۷۲ھ ہجری میں مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے شہر میں خورد و نوش کا سامان داخل ہونے سے روک دیا۔

کامل چھ ماہ جنگ جاری رہی۔ اہل مکہ کی فوج کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن زبیر۔ فرزند حضرت اسماءؓ تھے۔ اور جب محاصرہ مکہ بہت دنوں تک رہا۔ تو رفتہ رفتہ ان کے تمام ہمراہی ان کا ساتھ چھوڑنے لگے۔ بالآخر معدودے چند مسلمان ہی آپ کے ہمراہ رہ گئے۔ حضرت عبداللہ کو اس طرح جمعیت کے بکھر جانے کا بہت صدمہ ہوا۔ تو آپ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ہمراہیوں کی بے وفائی کا ذکر کیا۔ اور عرض کیا کہ ہمراہی کل ہراساں ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو مجبوراً حجاج کی اطاعت قبول کر لی جائے۔

یہ سنکر اسماء صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جن کے رگ و ریشہ میں اسلامی خون دوڑ رہا تھا۔ نہایت جوش سے بولیں۔ کہ بیٹا اپنے ارادوں میں ثابت قدم رہو۔ بہادر مردوں کی طرح لڑو۔ اور مردوں کی طرح جان دو۔ اس جان کو بچانے کے لئے تم کو ہرگز ذلت گوارا نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر مجھے تمہاری شہید ہونے کی خبر پہنچی۔ تو مجھے یقیناً مسرت ہوگی۔ اگر تم دنیائے فانی کے دلدادہ رہے۔ تو تم جیسا برا اور کون ہوگا۔ جو اپنے ساتھ دیگر مسلمانوں کو بھی برا بنانے کا خواہشمند ہوگا۔ آخر ایک دن یہ جان تیری اس مالک حقیقی کے سامنے ہوگی۔

والدہ محترمہ کی یہ پُرجوش تقریر سنکر عبداللہ تھرا گئے اور ان کا اسلامی خون ابلنے لگا۔ آپ نے والدہ محترمہ کے دست مبارک کا بوسہ لیا۔ اور عرض کیا۔ کہ والدہ صاحبہ آپ بے فکر رہیں اور بارگاہ ایزدی میں میرے لئے دعاء مغفرت فرمائیں۔

حضرت اسماءؓ نے فرمایا۔ جان مادر۔ مجھے یقین ہے کہ میرا یہ اقرار تمہارے حق میں مفید ثابت ہوگا۔ اور اگر تم شہدا کی فہرست میں داخل ہوگئے۔ تو تیرے اجر کا دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر فتح و کامرانی سے واپس آئے۔ تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں

تم بارگاہ رب العزت میں سرخرو ہو گے۔ جاؤ اور بسم اللہ
پڑھ کر میدان میں کود پڑو۔

حضرت عبداللہ اٹھے۔ زرہ پہنی۔ آبدار خنجر ہاتھ میں
لئے والدہ کی آخری ملاقات کو اندر تشریف لائے۔ چونکہ اسماءؓ
کسی قدر نابینا تھیں۔ حضرت عبداللہ کو گلے لگاتے وقت زرہ
محسوس کی۔ تو فرمایا شہادت کے طالب زرہ نہیں پہنتے۔ حضرت
عبداللہ نے عرض کیا۔ میں نے محض آپ کے اطمینان کے لئے
پہن لی ہے۔

سبحان اللہ کس ہمت کی خاتون صاحبہ حضرت اسماءؓ
تھیں۔ اور کیا ہی جذبۂ ایمان تھا۔ اور فرمایا۔ میرا اطمینان یہی
ہے۔ کہ تم صرف اللہ تعالے کی حفاظت میں جاؤ۔ اور سینہ
سپر ہو۔ حضرتؓ نے زرہ کو بھی اتار ڈالا۔ اور یہ شعر پڑھا۔

انی اذا اعرف یومی اصبر ؛ وانما یعرف یومہ الاکبر
اذ بعضہم یعرف ثم ینکر

ترجمہ :۔ تحقیق جب میں دن صبر کا پہچانتا ہوں۔ اور
تحقیق جو پہچانتے ہیں دن آزادی کا۔ جب بعض ان کے پہچانتے
ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں۔ پڑھتے ہوئے میدان کارزار میں
گھس گئے۔ اور آخر کار جام شہادت نوش فرمایا۔

ظالم حجاج نے ان کی لاش کجھور پر الٹی لٹکا دی تیسرے
دن بعد ان کی والدہ کو اطلاع ملی۔ اور ایک کنیز کو ہمراہ لے کر
موقعہ جنگ میں تشریف لائیں۔ اور اپنے لخت جگر کی لاش کا منظر
دیکھ کر نہایت استقلال سے کام لیا۔ اور فرمایا۔

ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ شہسوار اسلام گھوڑے سے
اترے۔ چند دن بعد حضرت عبداللہ کی لاش کجھور سے اتاری
گئی۔ تو حضرت لاش کو گھر لائیں۔ اور تمام اعضا ٹوٹے ہوئے
تھے۔ ان کو جوڑا اور سخت دقت سے غسل دیا۔

اس جگر دوز سانحہ پر بھی حضرت اسماءؓ نے نہایت
صبر اور شکر سے کام لیا اور غسل کا منظر بھی نہایت استقلال
سے دیکھتی رہی۔

یہ تھا ایثار۔ کہ حضرت اسماءؓ نے ملت کی خاطر اپنے
لخت جگر کو اس حالت میں دیکھا۔ اور صبر و شکر کرکے
آہ افسوس اب ہم میں ایسی ہستیاں کہاں۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

اے دل تو مطیع ہیچ فرمان نشدی ؛ وز جرم گناہ خود پشیمان نشدی
مفتی و فقیہ و عالم دانشمند ؛ این جملہ شدی ولے مسلمان نشدی

مکتوباتِ امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(از ماسٹر محمد کرم الٰہی سیالکوٹ)

مکتوب ۸ دفتر دوم

اس طائفہ علیہ کی محبت و اخلاص کے بیان میں ہیں۔ کہ یہ محبت فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مرتبہ ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں داراب خان کی طرف صادر فرمایا گیا۔

الحمد للّٰہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

یہ ایک بڑی خوش گوار دولت ہے۔ جو آپ کے خاندان میں محسوس ہوتی ہے۔ یعنے باوجود اسباب غنا اور استغنا کے پھر بھی آپ کو فقرا کے ساتھ نیاز مندی اور اس طبقہ کی خدمت گذاری کا خیال ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اس طائفہ علیہ کے ساتھ بڑی محبت و اخلاص ہے۔ اور اس فرقہ ناجیہ کے ساتھ بڑی اعلیٰ دوستی ہے۔ اس گروہ کے محبوں کے لئے المرء مع من احب کی بشارت کافی ہے۔ اور اس طائفہ کے جلیسوں کے لئے ھم قوم لا یشقی جلیسھم کی خوشخبری کافی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عنایت سے یہ محبت یہاں تک غالب آجائے۔ کہ دل سے دوسروں کی محبت اور تعلقات کو دور کر دے۔ اور ملازم محبت یعنی محبوب کی اطاعت اور اس کی مراد پر قائم رہنا۔ اور اس کے اخلاق و اوصاف متخلق و متصف ہونا ظاہر ہو جائے۔ تو اس وقت محبوب میں فنا حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ اور جو اس دورہ میں پہلا زینہ ہے۔ یعنی فنا فی الشیخ پھر

فنا فی اللہ کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ جس پر بقا باللہ کا ترتیب ہے۔ جو ولایت کا ماحاصل ہے۔ غرض ابتدا میں اگر کسی کے وسیلہ کے بغیر محبوب حقیقی کا جذب و انجذاب میسر ہو جائے۔ تو بڑی دولت ہے۔ اس سے فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ شیخ کامل مکمل کا وسیلہ ضروری ہے۔ یعنی اپنی مرادوں کو اس کی مراد کے تابع کر دے۔ اور اس میں فانی ہو جائے۔ تاکہ یہ فنا فنا فی اللہ کا وسیلہ بن جائے۔ اور مایوسی کے تعلقات سے بالکل آزاد کر کے درجات ولایت تک پہنچا دے۔

اس قسم کی باتیں طالبوں اور بوالہوسوں کی ترغیب اور شوق دلانے کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ واللہ سبحانہ الموفق

باقی مطلب یہ ہے کہ اس خط کا لانے والا محمد قاسم بزرگ زادہ ہے۔ اور فقرا کی خدمت میں رہا ہے۔ چونکہ اپنے بھائی کی خدمت میں بڑی ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے۔ اس زمانہ کی محنتوں سے ناآشنا ہے۔ اب آپ کی ملازمت کا شوق رکھتا ہے۔ اگر آپ اسی کے حال پر توجہ و التفات فرمائیں۔ تو آپ کے کرم سے بعید نہیں۔ زیادہ لکھنا باعث تکلف ہے۔

والسلام

مکتوب ۷۹

کفر حقیقی سے منہ پھیر کر اسلام حقیقی کی طرف رجوع کرنے کے رسالہ کے بارے میں لکھا گیا۔ بنام شیخ یوسف برکی۔

اللہ کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو جو رسالہ آپ نے لکھ کر مولنا عبد الحی کو مجھے دکھانے کو دیا۔ اس نے اتنی مدت نہ دکھایا۔ اور جس دن مولنا ہوئے اس دن لاکر دکھایا۔ جس کے مطالعہ سے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ کفر کی طرف سے منہ پھیرنے اور اسلام حقیقی کی طرف آنے کا حال اس میں درج تھا۔ جس طرح اسلام مجازی کفر مجازی سے بہتر ہے۔ اسی طرح اسلام طریقت میں کفر طریقت سے بہتر ہے۔ کفر طریقت ہی سب سکر ہی سکر ہے۔ اور اسلام طریقت میں محو ہی محو۔ جس طرح محو مجازی سے بہتر ہے۔ اسی طرح صحو طریقت بھی سکر طریقت سے بہتر ہے۔ کفر طریقت کا ثمرہ تشبیہ ہے۔ اور اسلام طریقت کا نتیجہ تنزیہ۔ جس قدر تشبیہ اور تنزیہ کے درمیان فرق ہے۔ اسی قدر طریقت کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے۔ بعض لوگ تشبیہ و تنزیہ کے جمع کرنے کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کو کمال جانتے ہیں۔ یہ تنزیہ بھی تشبیہ کی قسم سے ہے۔ جو ان کی نظر میں تنزیہ دکھاتی رہتی ہے۔ ورنہ تشبیہ کی کیا مجال ہے کہ تنزیہ حقیقی کے ساتھ جمع ہو جائے۔ اور انوار کی شعاعوں میں نیست و نابود ہو جائے۔ ع

ہے ہر جا بود مہر آشکارا
سہارا بجد بودن چہ یارا

ترجمہ:۔ جہاں آفتاب عالم تاب ظاہر ہو جائے وہاں سہا ستارا کے چمکنے کی کیا جرأت۔

حق تعالےٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ان کی آل بزرگوار کے طفیل اسلام حقیقی کی حقیقت سے مشرف فرمائے۔ مولانا بابو چونکہ تیار تھے۔ اس لئے چند کلموں پر اختصار کیا گیا۔

السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

مکتوب ۸۰

تمہیدات عین القضات کی عبادت کے متعلق۔ کہ جس کو تم خدا جانتے ہو۔ وہ ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس کو تم محمد جانتے ہو ہمارے نزدیک خدا ہے۔ شیخ حامد بخاری کی طرف سے الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ خدا کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

آپ کا صحیفہ جو بڑی محبت و اخلاص اور مودت و اخلا[ص] سے لکھ کر روانہ کیا گیا تھا پہنچا۔ اور بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس دولت پر استقامت عطا فرمائے۔ کیونکہ ہر گروہ کا محب اس کے ساتھ ہو۔ المرء مع من احب۔ (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس سے اس کی محبت ہوگی۔) حدیث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے تمہیدات عین القضات کی عبارت کے معنے پوچھے تھے۔ کہ اس میں لکھا ہے۔ کہ جس کو تم خدا جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور جس کو تم محمد کہتے ہو۔ وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔

میری مخدوم اس قسم کی عبارتیں توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہے۔ سکر کے غلبوں میں جو مرتبہ جمع ہے۔ اور جس کو کفر طریقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ مشائخ قدس سرہم سے بہت صادر ہوتے ہیں۔ اور وہی کی تمیز ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے۔ اور ممکن کو عین واجب معلوم کرتے ہیں۔ بلکہ ممکن پاتے ہی نہیں۔ اور واج

سوال ان کا مشہود نہیں ہوتا۔ اس صورت میں اس عبادت کے معنی ہوں گے۔ کہ وہ امتیاز اور دوئی جو تمہارے نزدیک خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔ ہمارے نزدیک وہ امتیاز اور مغائرت ثابت ہیں۔ وہ ایک جو ایک ہونے سے بھی منزہ ہے دوسرے کا عین ہے۔ جب تمام ممکنات سے مغائرت کی نسبت دور ہو جائے۔ تو پھر محمدؐ رسول اللہ جو حق تعالےٰ کے کمالات کا مظہر اتم ہیں۔ ان کی امتیاز کی نسبت کس طرح ثابت رہے یہ مزید مرتبہ جمع کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ جب سالک اس مقام سے بلند چلا جاتا ہے۔ اور سکر کی اخراط سے آنکھ کھولتا ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ پاتا ہے۔ اور اس کا رسول جانتا ہے جیسے ابتدا میں جانتا ہے۔ النہایت هي الرجوع الی الله امت

نہایت ہی بھی ہدایت کی طرف رجوع کرتا ہے۔

آپ نے سنا ہوگا۔ لیکن نبی صاحب کی لات واضح ہو۔ کہ مبتدی اور منتہی دونوں صورت میں مشترک ہیں۔ لیکن منتہی صاحب کمالات کسے دانے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جب متوسط کو منتہی کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ تو تیری دور ہذا معاملہ کو اس کے ساتھ کیا نسبت۔

رَبنا اتمم لنا نورنا۔ وَاغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر

اے اللہ ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہم کو بخش۔ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

والسلام علیکم وعلی من لدیکم

حلیہ شریف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرکار دو عالمؐ کا حلیہ مبارک تحریر کرنے کی قلم طاقت زمان کو بیان کرنے کا یارا نہیں۔ جس قد پاک کو اللہ تعالےٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اپنے ہاتھ سے سنوارا۔ اس کی تعریف اس کی تشریح کون بشر خاکی بیان کر سکتا ہے۔

قلم کو مجال ارقام نہیں۔ کہ ایک حرف تناسب اعضائے جسم لطیف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کر سکے۔ اور زبان کو قدرت کلام نہیں کہ ایک شمہ توافق مفاصل جد اطہر۔ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تقریر کر سکیں۔ مگر بہ تقاضائے محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منظور ہے۔ کہ طالبان باصدق و صفا۔ عاشقان رسول خدا علیہ السلام کی خدمت میں شمہ زر شمائل و خصائل سرور کائنات مفخر موجودات صلعم۔ نذر کے جاویں تاکہ عیاں اور جان نثاروں با اخلاص عروج پایہ افتخار احمدی سے آگاہ ہو کر سعادت دورین سے بالا یال ہو جاویں۔

اللہ تعالےٰ جل شانہ نے کیا اعزاز و شرف ذات جامع البرکات کو خالق ذوالجلال نے عطا کیا۔ کہ جملہ انبیاء علیہ السلام اور آدم تا عیسیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی نہ صرف بشارت بابرکت ہی دیتے رہے۔ بلکہ اپنے امتوں انہوں سے خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ السلام

کی دفضائل جامع وجلائل ارتفاع منازل محمدی علی الاتصال بہ سبیل لمواعملتبیان فرماتے رہے۔ پس لازم ہے۔ کہ کچھ گوہراد صاف شرائف ذات مخزن الکمالات و خوارق عادات مجمع الحسنات مسلک تحریر میں مسلسل کئے جاویں۔

قامت بے سایہ سراپا اعجاز نہ چنداں طویل۔ نہ چنداں قصیر یعنے میانہ قد نہ بیت الجسم نہ انتا نحیف بلکہ ہر عضو بدن نہایت مناسب و موزوں گویا نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا۔ اور بند بند اس خوبصورتی کے ساتھ باہم ملحق و متصل کہ بالتحقیق صانع مطلق نے ترکیب اعضا میں اختتام صانع قدرت فرمایا۔ اور کالبد اطہر کو ایک مرقع حقیقت بنا کر ظہور بدریغ صنعت دکھلایا۔ ع

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا
(حافظ)

ہم چو تو نازنینے سرتاپا لطافت!
گیتی نشان ندادہ ایزد نیافریدہ!
اے عنصر تو مخلوق از کیمیائے عزت
وے دولت تو ایمن از حد تباہی
(دازسرد علیہ الرحمۃ)

نزید اگر سایہ اور اروا است!!
حقیقت او عین نور خدا است
ندیدہ کسے عکس را سایۂ!!
وجودش بحق بود ہمسایہ!
چاں سایہ اش آمدے بر زمین!!
کہ او بود خود عکس جان آفریں!

سر پاک بزرگ متوسط المقدار۔ لطیف الاعتدال گنجنۂ دانش و ذکا۔ ملان قلم و کمال۔ سر کے بال۔ گھونگروالے نہ چنداں بر تاب نہ بہت نرم باریکی میں بدرجہ اوسط۔ درازی زلف عنبریں گاہے گاہے تا بناگوش کبھی تا بدوشی۔ اور بعض اوقات درمیان گوش ہر بال چمکتا ہوا مشک بیز نہایت عطر بیز۔ ع

وہ زلف عنبریں ہے کہ صلی علی پڑھوں
غیرت سے جسکی رنگ اڑے مشک ناب کا
خوشبو ہے جیسی زلف رسالت مآب میں
وہ بو کہاں ہے عنبر و عطر و گلاب میں

فرق میانہ سر۔ یعنے مانگ جو سنت ابراہیم خلیل اللہ ہے ایک خط مستقیم باریک نہایت صاف کہ خط کہکشاں اس کی تحریر دلپذیر کا ایک خاکہ قلمزدہ ہے۔ ع

کہکشاں ہے مانگ تو ابروئے پرخم ہے ہلال
خط جو ہے خط شعاعی روئے انور آفتاب

روئے پر نور وضیا۔ آئینہ خدا نما۔ مظہر تجلیات والشمس والضحا مطلع انوار کبریا جس کے دیکھنے سے اہل نظر کو انوار خداوندی دکھائی دیتے تھے۔ ایسا روشن اور پرنور چہرہ کہ نور شمس و قمر بمقابل اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ آپ آفتاب سے زیادہ روشن چہرہ رکھتے تھے۔ بدر منیر سے زیادہ نورانی۔ فی الحقیقت آپ کے نور چہرہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ ہی نے دیکھا اور کہا ے

دیدہ صدیقش بگفت اے آفتاب!
نے زشرقی نے زغربی خوش بتاب

مولانا جامی نے کیا خوب فرمایا ہے

عارض است ایں یا قمر یا لالہ قمر است ایں
یا شعاع شمس یا آئینہ دلہا است ایں!
یارب ایں خورشید تاباں بہشت یا ماہ تمام!
یا فرشتہ یا پری بے شوخ بے پردہ است ایں
چشم تو جادو است یا آہو است یا صیاد خلق
بادو بادام سیاہ یا نرگس شہلا است ایں

فی الواقعہ اور فی الحقیقت روئے انور کا جمال جہاں اور ر
اس قدر منجلی اور منورہ ہے کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوتی تھی۔ اور
دیکھنے والے کی آنکھوں میں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ ؎

خورشید چادر پردہ افلاک میں چھپا
حامل ہوا تہ جب رخ انور کی تاب کا

دیگر

رخ روشن کی ہے ثنا والشمس
والیل زلف پیچان کا ! ! !
ماہ میں عکس جبین پر ضیا سے نور ہے
مطلع روئے نبی سے ہے منور آفتاب

ہے اک آئینہ انوار معنے ! ! !
فروغ روئے رخشان محمد

حسن یوسف دم عیسی ید بیضی داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حافظؒ

نیست در خیل شہاں ہمچو تو شاہے عجبے
بر فلک نیست چو رخسار تو ماہے عجبے !

(باقی آئندہ)

مقامات حضرت خواجہ خواجگان خوند مشکل کشا بلا گردان شاہنشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اس طرح حکایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ جب حضور خواجہ صاحبؒ بار دیگر بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے مراجعت فرمائے۔ وطن ہو رہے تھے۔ اور بغداد شریف میں رونق افروز تھے۔ شیخ نور الدین، عبدالرحمن آپ کے ہم رکاب تھے۔ اس مجمع میں ایک حقہ پر ایک دوسرے کے مقابل مرد ماں پھرتے تھے۔ اور خواجہ صاحبؒ اصحاب حضور کے ایک پہلو میں بیٹھے تھے۔ اور اس مجلس میں حاضر تھے۔ وہ بھی حضور خواجہ صاحب کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ اور تمام اہل مجلس اس طرح خاموش تھے۔ اور صفت کان علی رؤسھم الطیر ظاہر ہوتی تھی۔ اس حال میں حضور خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ حالت بے خودی اور غیبت میں ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضور نے سر اٹھایا۔ اور اپنے اصحاب طریق سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم نے اس غیبت میں یوں دیکھا ہے۔ کہ شیخ بزرگوار حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے فرمایا۔ اس مجمع میں ایک اہم سوال ہوگا۔ طریقت ہیں۔ آپ واقف حال ہوں۔ اور ان کو بلا خوف جواب دو۔ تھوڑی دیر بعد اس مجلس کے درویشوں میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ حدیث یا آثار یا سخنان اہل اللہ میں یہ سخن منقول ہے۔ کہ ما رأیت شیئاً الا ورأیت اللہ فیہ ما رأیت شیئاً الا ورأیت اللہ معہ۔ ما رأیت شیئاً الا اللہ معکم اینما کنتم ورأیت اللہ بعدہ و ما رأیت شیئاً الا رأیت اللہ قبلہ۔ توفیق درمیان بر چہ وجہ است۔ شیخ نور الدین عبدالرحمن حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں جواب فرمانے کے لئے عرض کیا۔ خواجہ صاحب نے ان کے حوالہ کیا۔ اس طرح چند بار ہوا۔ تو حضور خواجہ صاحب قدس سرہ نے نہایت ہی سکون اور وقار سے مؤثر تقریر فرمائی۔ اور تمام اہل مجلس نے نہایت پر ذوق حالت میں ہو گئے۔ اور تمام حاضرین نے ایک ہی آواز میں

تحسین و آفرین کہنا شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کی کلام کی ہیبت (خوف) تمام پر محیط ہو گئی۔ اور اس مجمع اور اس صفحہ پر بہت سے عالمان دین عارفان باللہ اور مناظر علما جمع تھے۔ اور وہ تمام کے تمام خواجہ صاحب نور احمد اللہ مرقدہ کی کمال صفت بہت جلد کلام کو سمجھ لینے کے قائل ہو گئے۔ اور خاص و عام آپ کی کمالیت علم و عقل کی تعریف کرتے تھے۔

اور ایک بار ماوالنہر کے ایک بزرگ اہل اللہ نے حضور خواجہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ سیر و سلوک سے مقصود کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ سیر و سلوک کا مقصود معرفت تفصیلی ہے۔ پھر اس بزرگ نے سوال کیا۔ کہ معرفت تفعیلی سے کیا مراد ہے۔ یا معرفت تفصیلی کس کو کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ معرفت تفصیلی سے مراد یہ ہے۔ کہ جو کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اجمالاً قبول کیا ہے۔ اس کو بطریق تفصیل شناخت کی جائے۔ دلیل و برہان کے مرتبہ سے کشف و عیاں کے مرتبہ تک رسائی حاصل کی جائے۔

(رباعی)

گرمن گنہے او ساز میں کردستم ! ⁘ از لطف تو دارم امید کہ گیر د دستم !
گفتی کہ بوقت عجز دست گرم ! ⁘ عاجز تر ازین مخواہ کہ اکنوں ہستم !

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد ⁘ مقبول تو جز مقبل جاوید نشد !
مہرت بکدام ذرہ پیوست دمے ! ⁘ آن ذرہ بہتر ہزار خورشید نشد !

لطائف

از نور احمدی

اللہ نور السموٰت والارض اللہ روشنی ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور خلق آپ کے نور سے پیدا ہوئی ہے۔ تو اس بیان سے معنے اس آیت کے کھل گئے۔ کہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء مثال اس کے نور کی یعنی آنحضرت کی مانند طاق کی ہے۔ مراد سینہ گنجینہ مبارک آپ کا ہے۔ کہ طاق محراب عبودیت طالبان خدا تعالےٰ ہے۔ اس میں ایک چراغ ہے۔ یعنی قلب مبارک

آپ کا وہ چراغ ایک شیشہ میں رکھا ہے۔ اس سے مراد مصنفہ ہے۔ جس میں لطیفہ قلب ہے۔ وہ شیشہ جیسے ایک تارہ ہے۔ چمکتا روشن کیا جاتا ہے۔ وہ چراغ درخت مبارک زیتون سے یعنے اپنے اصل سے ؎

ما ہمنا شناکناں کو نہ دست ؛ تو درخت بلند و بالائے

نہ طرف مشرق کی ہے۔ اور نہ مغرب کی۔ یعنے لا مکان ہے۔ نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جائے اور اگرچہ نہ لگے اس کو آگ۔ یعنے وہ محتاج آلات نہیں۔ بلکہ وہ خود محتاج الیہ ہے۔ کہ قیام تمام عالم کا اس سے ہے۔ روشنی ہے روشنی پر راہ دکھاتا ہے۔ اللہ طرف اپنی روشنی کے جس کو چاہے ویضرب اللہ الامثال للناس اور بناتا ہے اللہ مثالیں واسطے لوگوں کے۔

سبحان اللہ العظیم پُر مثال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور عجیب کنایہ ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اور حقیقت میں معشوق کا نام بطور کنایہ لینے میں عجیب لطف ہے۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ واللہ بکل شیئ علیم بالجملہ اس نور نبوت کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے بندگان خاص کو ہدایت کی کہ وہ اس سے مستفیض و منور ہوں اور خیر القرون سے الی الآن وہ نور سینہ پیران طریقت میں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ اطراف عالم میں ان کا نام روشن ہے۔

لطیفہ

انا اعطیناک الکوثر کوثر بمعنے خیر کثیر حوض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ بروز قیامت کو وہاں تشریف لے جاویں گے۔ اور امت مرحومہ کو وہ آب خوشگوار کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سپید ہے پلائیں گے اور حسب الارشاد آپ کے ساقی کوثر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہونگے۔

واضح کہ جو اس عالم میں معانی ہیں۔ آخرت میں مجسم ہو کر آئیں گے۔ چنانچہ نماز، روزہ وغیرہ اعمال صالح اور اسی طرح افعال خبیثہ تو وہی خیر کثیر بصورت ایک حوض کے نمودار ہوگی۔ اور ساقی کوثر حضرت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہونا اس لیے ہے۔ کہ فیض ولایت جس کو پہنچتا ہے۔ آپ کے واسطے پہنچتا ہے۔ حدیث شریف مولی کل مومن اس پر دال ہے۔ اور حوض کوثر پر عام ہیں۔ کہ مثل کواکب کے تاباں ہیں۔ سو یہ فیض نظر ساقی کوثر کا ہے۔ کہ متشکل بصورت جام کے ہوگا۔ اور ہمت متعلق دل سے ہے۔ مگر بوسیلہ نظر پہنچی ہے۔ نظر مرشد مشہور ہے ؎

دونوں جہاں کی نہ رہی پھر خبر اسے ؛ وہ پیالے تیری آنکھوں نے جس کو پلا دیئے

یعنے فیض نظر یہاں ہے جام کوثر وہاں ہے۔ کیونکہ مقام ارشاد دنیا ہے۔ اور دار الجزا آخرت ہے۔ یعنی ہر شے کا بدلہ وہاں ملیگا۔ اور جیسا یہاں کیا ہے۔ وہاں ہمیں ملے گا۔ چنانچہ حوض کوثر پر مرغ بھی ہیں جن کا دیکھنا باعث

تنعم ہوگا۔ سو یہ بدلہ ہے اس کلمے کا جس کا اقرار کرتے ہیں ؎

ہمدانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد ٭ کہ مرغ ہر چمن گفتگوئے او دارد

اور جنت بدلہ ہے اعمال کا کہ ان الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات کانت لہم جنت الفردوس نزلا یہاں جنت کو مہمانی فرمایا ہے۔ اور اس مہمانی سے مقصود کچھ اور ہے۔ یعنی دیدار پروردگار کا اور یہ بدلہ کسی عمل کا نہیں۔ بلکہ محض رحمت ہے کہ الذین احسنوا الحسنیٰ و زیادہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ زمین کوثر مشک کستوری کی ہے۔ اور کنکر اس کے مروارید ہیں۔ تو جس نے فیض کوثر میں غواصی کی اور اس کی تہ کو پہنچا وہ مشک عرفان اس کے ہاتھ آئے گا۔ اور وہ گوہر بے بہا حکمت اس کی زبان سے جھڑیں گے۔

لطیفہ

حضرت زلیخا کو جو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے نسبت ہوگئی۔ اور کیفیت ان کی عاشقی کی مشہور ہے تو بعض عورتوں نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت زلیخا نے ان کو اپنے مکان پر بلایا۔ اور ایک ایک چھری ترنج ہاتھ میں دیا۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھایا۔ بے اختیار سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور خبر نہ ہوئی اسی طرح جب کیفیت محبت الٰہی کی سالک پر غالب ہوتی ہے۔ اور دیوانہ وار اس سے حرکات ہونے لگتے ہیں۔ تو اہل دنیا بہ سبب کور باطنی کے معترض ہوا کرتے ہیں۔ اور طعن سے پیش آتے ہیں۔ ؎

اگر پسند سعد از عشق او حاصل چہ داری ٭ ملامت ہائے گوناگوں جراحت ہائے بے مرہم

اور جب وہ عاشق زار متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے معشوق کی جھلک ان کو دکھلا دیتا ہے۔ تو آخر کار وہ قائل ہو جاتے ہیں۔ اور اعتراض سے باز آجاتے ہیں۔ تو ان عورتوں پر حضرت زلیخا کا جب عکس پڑا۔ اور وہ بھی اسی رنگ سے رنگین ہوگئیں۔ اسی طرح مریدوں کو مرشد کامل سے نسبت پہنچتی ہے۔ اور ان عورتوں نے اس کیفیت میں ہاتھ کاٹ لئے اور خبر نہ ہوئی۔ اور حضرت زلیخا کا یہ حال نہ ہوا۔ تو باعث یہ تھا۔ کہ وہ عورتیں عالم تلوین میں تھیں۔ اور حضرت زلیخا کا عشق مقام تمکین پر پہنچا ہوا تھا ؎

پاس ادب ہیں کہ بگوئت شہید عشق ٭ با ہیئتے تپید کہ گرد از زمیں نخاست

کرامات اولیاء حق

علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اولیاء اللہ کے دل منور ہوتے ہیں۔ کہ اس کے ذریعہ سے جدھر التفات کرتے ہیں۔ ان پر کھل جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بے التفات بھی راز ان پر کھول

دیتا ہے۔ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ عرش سے فرش تک سب منکشف ہو جاتا ہے۔ یہ پر تو علم الٰہی کا پڑ جاتا ہے کہ مع سمعہ و بصرہ اسی عبارت ہے سے علم حق در علم صوفی گم شود ! ! ! این سخن کے باور مردم شود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش و کرسی و جنت و دوزخ سب کچھ دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا عبد نور اللہ قلبہ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے ارواح میں قوت دیتا ہے۔ کہ اس کے ذریعے سے دور دور تک دیکھ سکتے ہیں۔ بعد کام کرتے ہیں۔ کہ وہاں لوگوں کے عقل و فہم کو رسائی نہیں۔ جب ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا کی ہے۔ تو کیا انسان کامل کو نہیں دے سکتا۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے۔ کہ ایک مرید حضرت شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کے بھوپال میں نوکر تھے۔ اس زمانہ میں وہاں کے نواب کو جنگ در پیش تھی۔ اثنائے جنگ میں ایک سکھ سپاہی نے آپ کے مرید کو ایک بھالا مارا۔ اس نے اسی وقت بلند آواز سے کہا یا شاہ آفاق! آپ نے اپنے تصوف سے فوراً اس بھالے کو اپنی پشت پر لیا۔ اور وہ مرید بچ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پشت مبارک سے خون رواں ہو گیا۔ وہاں کے ایک مرید جو بہت متوحش تھے حاضر تھے۔ باصرار استفسار کرنے لگے۔ آخر آپ نے بیان فرما دیا بعد بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ خون بند ہو گیا۔ گویا زخم ہی نہ تھا۔ ایسا ہی مذکور تصرفات ہمارے حضرات کے بہت ہیں۔ جن کے بیان کے لئے دفتر چاہیئے ◆

قرأۃ فاتحہ خلف الامام

(از عالیجناب حضرت مولانا مولوی حافظ محمد الیاس امام الدین صاحب خطیب جامع مسجد کوٹلی لوہاراں غربی سیالکوٹ)

اہل اسلام کو یاد ہو گا۔ کہ رسالہ انوار الصوفیہ مدت سے جاری ہے۔ چاہیئے تھا۔ کہ اس کی اشاعت دن بدن بڑھتی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بجائے اشاعت بڑھنے کے دن بدن گھٹتی جا رہی ہے۔ معلوم نہیں کہ لوگوں کو اسلام سے کیوں نفرت ہے۔ اگر کسی کو اسلام سے کچھ انس بھی ہے۔ وہ بھی وہابیت کے اثر سے علم تصوف کو...... حقارت کی نظر سے...... دیکھتا ہے۔ شاید اس لئے ایڈیٹر صاحبان نے رسالہ انوار الصوفیہ کے اغراض و مقاصد میں ایک مقصد تحقیق المسائل بھی رکھ دیا ہے (خدا ان کو جزائے خیر عطا فرما دے) تاکہ وہابیت کے اثر سے لوگ محفوظ رہیں۔

قبل ازیں ایڈیٹر صاحب نے تقلید پر روشنی ڈالی ہے۔ اب میں فاتحہ خلف الامام پر عرض کرتا ہوں چونکہ آج کل

لوگوں کا میلان نا دانوں کی طرف ہے۔ اس لئے میں اس مسئلہ کو حنفی وہابی کے مکالمہ سے حل کروں گا۔

وہابی حنفیوں کا ایک مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف یہ ہے۔ کہ یہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے عمداً قرآن وحدیث کے خلاف کرتے ہیں۔ آیۃ یہ ہے۔ اقرأوا ماتیسر من القرآن یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن سے اقرأ جمع صیغہ حاضر ہے۔ جو بباعث عموم امام ومقتدی ومنفرد کو شامل ہے۔ اور حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ نماز نہیں ہوتی مگر ساتھ فاتحہ کے اس میں بھی مطلق صلوٰۃ کی نفی موجود ہے۔ اکیلے اور امام اور مقتدی سب کو شامل ہے۔ بتاؤ قرآن حدیث کا خلاف ہوا یا نہ۔

حنفی آپ کے ان دونوں دلیل کا جواب تو پھر دونگا۔ پہلے الزامی جواب تو سن لیجئے۔ اسی طرح تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر قرآن وحدیث کے خلاف کرتے ہیں۔ آیۃ تو یہ ہے۔ واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے جب پڑھا جائے قرآن پس اس کو سنو۔ اور چپ رہو تاکہ رحم کئے جاؤ۔ دیکھئے بباعث اطلاق وعموم لفظ اذا نماز اور غیر نماز دونوں کو شامل ہے۔ اور فاستمعوا وانصتوا دونوں صیغہ جمع حاضر ہیں۔ اور مخاطب اس کے مصلے اور غیر مصلے سب ہیں۔ اور حدیث یہ ہے۔ جو امام مسلم نے روایت کی ہے۔ قال رسول الله انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا۔ یعنی امام اس لئے بنایا گیا ہے۔ تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو۔ جب وہ قرآن پڑھے تو تم چپ رہو۔ فانصتوا صیغہ جمع حاضر ہے۔ اس کے مخاطب صرف مقتدی ہیں۔

ذرا انصاف سے فرمایئے۔ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والے قصداً قرآن وحدیث کے خلاف کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ **وہابی**۔ آپ بیچارے اندھے مقلد خدا اور رسول کے کلام کو کیا سمجھیں گے۔ **حنفی**۔ اچھا حضرت آپ ہی اس حدیث وآیت کے معنے ومطلب سمجھا دیجئے۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ **وہابی** قرآن مجید کی تفسیروں اور حدیث شریف کی شرحوں کو ذرا ملاحظہ کیجئے۔ تو آیت وحدیث کا مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ **حنفی**۔ سبحان اللہ پہلے اعتراض میں تو آپ نے صرف قرآن وحدیث سے استدلال کیا تھا۔ جب الزامی جواب دیا گیا۔ تو فرماتے ہیں کہ تفاسیر قرآن اور شروح حدیث کو دیکھو۔ کیا خوب جب قرآن وحدیث کے صریح الفاظ ومعنے کے ساتھ استدلال کرنے سے رہ گئے۔ تو اب محدثین اور مفسرین کے اقوال مختلفہ کی طرف جھکے۔ **وہابی**۔ کیا آپ کو محدثین اور مفسرین کے فہم وتحقیق پر اعتقاد نہیں ہے۔ **حنفی** مجھے تو بہت کچھ اعتقاد ہے۔ لیکن آپ اپنی تو خبر لیجئے کہ اپنے فہم ناقص کے مقابل امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد۔ امام بخاری۔ امام مسلم جیسے محدث تبحر کے فہم وتحقیق کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنے خصم کو محدث ومفسر کے کلام وفہم کی تقلید کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ کیا آیت کریمہ لم تقولون مالا تفعلون۔ کے وعید شدید سے آپ نہیں ڈرتے۔ **وہابی**۔ مفسر ومحدث کا وہ کلام جو قرآن وحدیث کے موافق ہے اس کو تو ہم ضرور مانتے ہیں۔ لیکن ہاں اپنے فہم وتحقیق کے موافق ان کے جس کلام

قرآن وحدیث کے خلاف پاتے ہیں ۔ اس کو بے شک نہیں مانتے ۔ حنفی ۔ یہ آزادی آپ اپنے خصم کو بھی عطا فرمائیں یا صرف اپنی ہی ذات مجمع الکمالات کے لئے مختص کریں گے ۔ وھابی ۔ نہیں نہیں ۔ اس آزادی میں جملہ اہل اسلام آزاد اور غلام برابر ہیں ۔ بشرطیکہ قرآن وحدیث کی عبارت و الفاظ کے مفہوم و معانی سمجھ سکتے ہوں ۔ حنفی ۔ اس قسم کی آزادی خدا حضور ہی کو مبارک کرے ۔ میں تو ائمہ سلف کے فہم و تحقیق کے مقابل اپنے فہم و تحقیق کو محض پوچ و بے اصل سمجھتا ہوں ۔ السابقون السابقون اولئک ھم المقربون مولانا ہم اور آپ اصل مطلب سے دور نکل گئے ۔ ہاں میں الزامی جواب میں آیت اذا قرئ القرآن اور حدیث مسلم اذا قرئ فانصتوا کو پیش کیا تھا ۔ تو آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ آیت وحدیث کا مطلب تم نہیں سمجھ سکتے ہو ۔ تب میں نے عرض کیا کہ حضور ہی بیان فرمائیں ۔ ارشاد ہوا کہ اس آیت اور حدیث کا مطلب کتب تفسیر اور شرح حدیث میں دیکھو ۔ جناب عالی اس مجلس میں تو اس وقت متعدد کتابوں کا جمع ہونا بہت مشکل کام ہے ۔ بفضلہ تعالے حضور کو تو بہت کچھ مطلب یاد ہیں ۔ ہر مضمون کا خلاصہ بیان فرمائیں ۔ وھابی ۔ بے شک مجھے اختلافی مسائل کے مباحث و دلائل خوب یاد ہیں ۔ زبانی بیان کر سکتا ہوں لیکن خیال ہے کہ اگر آپ نے تسلیم نہ کیا ۔ تو ناحق سر کھپانے سے کیا فائدہ نکلا ۔ حنفی ۔ اگر انصاف کی رو سے آپ کی تقریر قوی ہوگی تو ضرور تسلیم کروں گا ۔ اور بالفرض اگر میں نے نہیں مانا تو کیا ہوا ۔ آخر حاضرین تو سنکر مستفید ہونگے ۔ وھابی ۔ اچھا سنئے صاحب عدم قرائت کی دلیل میں جو آپ نے آیت کریمہ واذا قرئ القرآن ۔ ذکر کیا ہے ۔ یہ آیت عام نہیں ہے ۔ تاکہ مقتدیوں کے لئے بھی استماع و انصات کا حکم ثابت ہو ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خارج صلوٰۃ ہوں ۔ اور ان کے نزدیک قرآن پڑھا جائے ۔ تو لازم ہے کہ سنیں اور چپ رہیں ۔ یہ تخصیص اقوال صحابہ تابعین اور آیت کریمہ مذکور کے شان نزول سے ثابت ہوتی ہے ۔ کل تفسیروں میں مذکور ہے ۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی آیتیں پڑھتے تھے ۔ تو کفار اور مشرکین غل مچاتے ۔ تاکہ اللہ کا کلام لوگ نہ سنیں تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی واذا قرئ القرآن اور بعض مفسرین نے لکھا ہے ۔ کہ خطبہ جمعہ میں حضرت جب قرآن پڑھتے ۔ تو بعض حاضرین کی جماعت باہم کلام کرتے تھے ۔ ان کی شان میں یہ حکم آیا ۔ کہ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو ۔ پھر تقدیر مقتدی حکم آیت سے خارج ہے ۔ حنفی ۔ کتب تفسیر میں صحابہ یا تابعین سے موقوفاً بلا اسناد جو شان نزول منقول ہے ۔ وہ درجہ اعتبار میں حدیث مرفوع کے برابر ہو یا کم ، اور کتاب وسنت میں داخل ہے یا خارج ۔ اگر خارج ہے ۔ تو قابل سند نہیں ۔ اور داخل ہے تو بسند صحیح مرفوع ثابت کیجئے تا قابل سند ہو ۔ اور کتب وحدیث میں یہ بھی تو موجود ہے ۔ کہ ابتداء اسلام میں لوگ حضرت کے پیچھے نماز میں اپنے قریب والے سے کلام کرتے تھے ۔ حدیث کا یہ جملہ ثم نھینا حسن الکلام فی الصلوٰۃ دلیل ظاہر ہے ۔ اور بعض اصحاب قرآن پڑھتے تھے ۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو کلام اور قرائۃ قرآن سے لوگ باز آئے ۔ دیکھو موطا امام مالک وغیرہ پس دو شان نزول کو تو آپ نے بیان کیا ۔ اور اس تیسرے کو مخالف مطلب سمجھ کر چھوڑ دیا ۔ کیا دیانت و تقوی و ایمان کا مقتضی یہی تھا ۔ ہاں یہ تو فرمائے کہ بعض آیت کی شان نزول دو ۔ تین ۔ چار ۔ پانچ چھ ۔ سات بلکہ زائد ہوتے ہیں

اور باہم متغائر و متخالف رہتے ہیں۔ تو آیا سب کو شان نزول سمجھیں۔ یا جسکو چاہیں شان نزول ٹھہرائیں۔

دھابی۔ حق بات یہ ہے۔ کہ حضرت کے زمانہ میں چند واقعات مختلف آگے پیچھے وجود میں آتے تھے۔ بعد ازاں کوئی آیت جامع جس سے جملہ واقعات کا حکم نکلے نازل ہوتی تھی۔ تو جس صحابی کو جس واقعہ پر اطلاع ہوئی اسی کو اس نے شان نزول سمجھا۔ یہی سبب ہے شان نزول میں اختلاف پڑنے کا۔ لیکن حق بات یہ ہے۔ کہ جملہ واقعات بلافرق شان نزول ہوں گے۔ بعض کی تخصیص بے فائدہ ہے۔ اور مجھے یاد نہیں ہے۔ کہ قرأۃ فی الصلوٰۃ بھی شان نزول ہے۔ اگر تفسیر و حدیث سے آپ اس کا شان نزول ہونا ثابت کر دیں۔ تو مجھے تسلیم کرنے میں ہرگز انکار نہ ہوگا۔

حنفی۔ مولانا آپ کی یہ تقریر انصاف و دیانت سے معمور ہے۔ بخدا یہ بات آپ کی مجھے بہت پسند آئی۔ اور آیت مذکور کے تیسرے شان نزول کا ثبوت تفسیر و حدیث سے جو آپ نے اس ناچیز سے طلب کیا ہے۔ بیشک اس کا ثبوت میرے ذمہ واجب ہے۔ اچھا ملاحظہ فرمائیے۔ تفسیر معالم التنزیل جو بہت بڑے محقق و محدث کی قدیم تفسیر ہے۔ اس میں مذکور ہے۔ والا صح انها نزلت فی استماع المؤتم لا فی استماع الخطبة لان الاية مكية والجمعة فرضت فی المدينة اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور مجاہد اور زہری سے باسناد صحیح متعدد طریق سے روایت کیا۔ قرأ رجل من الانصار خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت هذه الاية ابن ابی شیبہ جو بخاری اور مسلم کے استاد ہیں اپنی سند میں بسند ابراہیم روایت روایت کرتے ہیں۔ کان النبی صلعم يقرأ ورجل يقرأ فنزلت هذه الاية اور اسی طرح تفسیر کبیر اور تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور میں نقل کرتے ہیں۔ ان النبی صلعم كان اذا صلى باصحابه فقرأ اصحابه فنزلت هذه الآية۔

دھابی۔ تسلیم کیا کہ قرأۃ فی الصلوٰۃ بھی شان نزول ہے۔ لیکن اس میں بحث ہی کرنا عبث ہے۔ کیونکہ شان نزول مخصص شرعی کچھ نہیں ہے۔ احکام شرعی عموم و اطلاق پر محمول ہوتے ہیں نہ مورد و محل مخصوص

حنفی۔ آپ ہی نے شان نزول کر لیا تھا۔ اب بھاگتے ہو۔ دھابی۔ شان نزول کو ہم مخصص نہیں بناتے۔ بلکہ حدیث لا بفاتحة الكتاب کے عموم سے ہم مقتدی کو حکم آیۃ سے مستثنیٰ اور آیۃ کو مقید اور مخصوص کریں گے۔

حنفی۔ اول تو قطعی کی تخصیص خبر احاد ظنی سے خلاف عقل ہے۔ دوم حدیث مذکور سے مقتدی کے لئے قرأۃ فاتحہ ثابت نہیں ہوتی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرأۃ فاتحہ سے جو نماز خالی ہو۔ وہ نماز نہیں۔ اور جو نماز بفاتحہ سے مکمل ہے۔ وہ فاتحہ سے خالی نہیں ہوتی۔ پس آیۃ اور حدیث میں کوئی مخالف نہیں ہے۔ تا حدیث کو آیۃ کا مخصص بنا دیں۔ اور خبر احاد ظنی سے نص قطعی کی تخصیص کریں۔ وہابی حدیث مذکور کا مطلب جو آپ نے بیان کیا ہے۔ اس کو کسی محدث نے نہیں لکھا۔

حج

حج ایک رکن پانچ ارکان اسلام سے ہے۔ اور صاحبان لقاب دولت منداصحاب کے لئے اس کی ادائیگی ایسی ہی فرض جیسی دوسرے فرائض کی ادائیگی۔

مگر عاشقان سرکار مدینہ سید الانبیا والمرسلین امام المرسلین خاتم النبین کی روضہ اقدس جہاں پر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالی سے ستر۔ ستر ہزار فرشتے برائے طوائف نورانی۔ نور پاشی روضہ اقدس ہر لحظہ حاضر ہوتے ہیں۔ حاضری نہ صرف فرضی بلکہ اہم ترین فریضہ ہے۔ ان عاشقان کو نہ ہی خرچ کی کمی۔ نہ افتاب کی تمازت نہ گرم ہوا۔ نہ سمندری طوفان کا کوئی غم واندیشہ ہے۔ وہ فراق کی زندگی کے مقابلہ میں زیارت کے لئے ایک لحظہ کو بہترین حاصل زندگی سمجھتے ہیں۔ وہ ہر دو اس راہ میں چلنا ہی سعادت دارین سمجھتے ہیں ؎

محبت البیت کہ یکدم نمے دید آرام :: دگرنہ کیست کے آسودگی نمے خواہد

ان کا ایمان یہ ہے حضرت جمیل :: زیارت کی تمنا میں خیال رنج وراحت کیا

کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

حافظ شیرازیؒ

دربیابان گرشوق کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گرکند خار مغیلاں غم مخور

حجاز مقدس حجاز مقدس کو برائے زیارت حرمین الشریفین زاداللہ شرفہا جانے والے نہایت ہی نیک نصیب ہیں۔ اور سعادت دارین ان کی قسمت میں فیاضی سے روز الست سے ان کو حاصل ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست :: تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جو خوش بخت اصحاب زیارت بیت اللہ شریف۔ اور روضہ مطہرہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں۔ ان پر آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے۔ ان کے دل و دیدہ پر نور اللہ شعاعت سرکار

دوعالم صلعم کا شافع اعظم کی سند عطا ہوجاتی ہے۔

حجاز مقدس کیوں متبرک اور مقدس ہے

۱۔ دنیا کا اولین پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام یہاں خدا کی رحمت سے مبعوث ہوئے۔

۲۔ حجاز مقدس میں میدان عرفات ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوا علیہا السلام کی بعد از خلد برس پہلی ملاقات ہوئی۔ اور جہاں آپ نے شب باشی فرمائی۔ عرفات میں حاضری بتاریخ ۹ ذوالحج اور رات کو شب باشی میں کرنے سے اگر ان سچے دل سے توبہ کرے تو تمام گناہان سے معافی ہوجاتی ہے۔

۳۔ مقام منیٰ ہے۔ جہاں شیطان نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت حاجرہ علیہا السلام کو بھگا نے کی سعی کی۔ اور وہ مقدس مقام جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند صادق صاحب اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالی میں قربان کرنے کے لئے گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کی بجائے بہشت بریں سے دنبہ بھیج دیا۔

طغیان ناز بیں کہ جگر گوشۂ خلیل ÷ در زیر تیغ رے گنز د بود کش نمے کنند

جن کی یاد میں قربانی شعار اسلام بنا دیا گیا۔

۴۔ وہ مقدس جگہ جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حرم صاحبہ حضرت حاجرہ علیہا السلام کو معہ حضرت اسماعیل کے چھوڑا۔ اور حضرت اسماعیل کی ایڑیوں کی رگڑ سے اللہ نے چشمہ زم زم پیدا کردیا

۵۔ جہاں پر وہ مقدس پہاڑیاں۔ صفا اور مروہ جن میں تلاش آب میں حضرت حاجرہ صاحبہ سات بار بھاگتی پھریں۔ اور اب ان ہی یاد اور تقلید میں ان پہاڑوں سے سات بار دوڑنا ہے۔ حج کے شعار اسلام میں داخل ہے

۶۔ یہاں بیت اللہ شریف ہے۔ جس کو پہلے حضرت آدم نے بعد حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ سب سے پرانی عبادت گاہ جس کا طواف ارکان حج میں شامل ہے۔ ایک نماز ادا کرنا لاکھ نماز کا ثواب۔ ایک روزہ کا لاکھ روزہ کا ثواب

۷۔ یہ وہ ملک مقدس ہے۔ جس کی محبت کے لئے اور عزت عظیم کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی اور وہ دعا فرمائی۔

۸۔ یہاں خاتم الانبیاء والمرسلین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کے مطابق اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا اس میں جبل نور۔ جبل رحمت۔ غار ثور۔ غار حرا میں سے مقدس مقامات ہیں۔

۹۔ مدینۃ النبی ہے۔ جہاں پر واقف راز کونین۔ عالم ساکان یکون۔ سید صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ استراحت فرمائیں۔

ارشاداتِ صوفیائے کرام

حضرت مولانا غلام نبی صاحب ملہی رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) فرمایا۔ جس قدر باطنی نسبت بلند ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے۔

(۲)۔ فرمایا۔ متاخرین کی اصطلاح میں غوث جامع خطبیت ارشاد ہے۔

(۳)۔ فنا رزائل کا دور ہونا ہے۔ اور بقا تعلق باخلاق اللہ ہوتا ہے۔

(۴) فرمایا۔ نیکی با نیکاں جیفہ کار لیست اور نیکی بابدان کار عبداللہ انصار لیست

(۵) فرمایا۔ طالب خلافت قابل خلافت نہیں ہوتا۔

(۶) فرمایا کہ احوال باطن منکر طریقہ سے نہیں کہنا چاہیئے۔

(۷) فرمایا۔ فقر بڑی دولت ہے۔ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہیئے۔

(۸) فرمایا۔ خواہ دوست ہو۔ یا دشمن۔ سب سے باخلاق پیش آنا چاہیے۔ (۹) فرمایا اگر باوجود پیر کی التفات کے مرید کی جانب سے کم توجہ پائی جائے۔ یہ مرید کے نقص کی علامت ہے۔

(۱۰) فرمایا صحبت بد سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔ (۱۱) فرمایا۔ مرید کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت میں مردہ بدست زندہ ہود ہے۔ کسی بات کی اپنی طرف سے خواہش نہ کرے۔ (۱۲) فرمایا۔ پیر جو کچھ معاملہ اس کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ عین صواب ہوتا ہے۔ (۱۳) اگر کوئی شخص داخل طریق ہی نہ ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن داخل طریق ہونے کے بعد بے استقامتی بہت بری ہے۔ (۱۴)۔ جو شخص اولیاؤں کو ایذا پہنچائے۔ اس کے واسطے یہ ضروری نہیں۔ کہ اس کو حالی یا مالی نقصان پہنچے۔ بلکہ ان بزرگان کے فیوضات و برکات سے محروم رہنا ہی بڑا نقصان ہے۔ (۱۵) فرمایا۔ کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حصول معرفت ہے۔ اور وہ بلا صحبت کامل مکمل ممکن ہیں۔ پس چاہیئے کہ جس جگہ ایسے شخص کا پتہ لگے۔ بعد استخارہ اس کی طرف رجوع کرے۔ (۱۶) فرمایا آدمی کو چاہیئے۔ احب من الناس الناد ہے۔

(۱۷) نامحرم پر نظر اتفاقی بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔ (۱۸) فرمایا عبادت کرنے میں دستکاری نہیں ہے۔ بلکہ گناہوں سے بچنے کے لئے آپ اپنے خدا کو ہمیشہ فقر و فاقہ و تحمل بر ایذا مخا پر تاکید فرماتے تھے۔ (۱۹) فرمایا سلوک میں پیر کی محبت بڑی دولت ہے۔

ع از محبت مس تو از مے شود!

عشق کی حقیقت

(از عالیجناب حضرت مولانا سید فضل معبود شاہ صاحب پشاوری خطیب و صدر مدرس گوجرانوالہ)

ناظرین کرام! آپ نے ماہ جنوری ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں مضمون مرقوم الصدر اگر بنظر غائر ملاحظہ کیا ہو۔ تو آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کہ واقعی محبت رکھنے والا منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔ اور جس کے دل میں تڑپ اور جذبۂ عشق نہ ہو۔ وہ محروم۔ جس کی وضاحت کے لئے ایک مثال قرآنی حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰت والسلام اور ہمارے آقا و راہنما فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین پیش کی ہوئی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ مکرر اسی مثال پر قدرے زیادہ روشنی ڈالی جائے۔ اور آپ پر کلیم اور حبیب علیہما الصلوٰت والسلام کا فرق ظاہر ہو جائے۔ وھو ھذا۔

حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰت والسلام نے جب مکالمت اور گفتگو کا جام نوش فرمایا تو آپ کے وجود میں انبساط اور ذوق نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ بے اختیار ہو کر حلقۂ رب ارنی انظر الیک کا کھڑکایا۔ آپ پر محبت نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ اپنی تمنا کی حقیقت سے بے خبر اور اپنے مطلوب کے مفہوم سے بے اثر رہا و نعم ما قال ؎

زندگانی بر زبان عاشقاں دانی کہ چیست برامید وصل جاناں شاد و خنداں زیستن
عندلیب خوشنوا در عشق گل بے توحہ نیست بائم درگاہ حق بے نالہ نتواں زیستن

اگرچہ رویت ذوالجلال بے مثل و بیمثال اہلسنت کے نزدیک ممکن و ثابت ہے اور ممتنع و محال نہیں ہے۔ اس واسطے اگر دید پروردگار عالم محال ہوتی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ کرتے۔ مگر پھر بھی ایک اولوالعزم نبی کو تاکید کے ساتھ نفی کی گئی وھو لن ترانی۔ اس میں کیا بھید ہے۔ کہ ایک نبی برگزیدہ کی درخواست نامنظور ہو کر لن ترانی کا صدمۂ عظیم اٹھائے۔ باوجود مسئول عنہ ممکن بھی ہو۔

نکتہ :- دیدار اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امانت تھا۔ یعنی خداوند تعالےٰ عز اسمہٗ و تم احسانہ نے فرمایا کہ اے موسےٰ تو اپنے نصیبہ سے زیادہ خواہاں نہ ہو۔ تیرا نصیبہ میری درگاہ میں سوائے رسالت اور مکالمت اور کچھ نہیں یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالتی وبکلا

آپ اپنے نصیبہ پر صابر ہو جایئے۔ باقی خلوت حضرت خلیل کا نصیب اور رؤیت میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہے۔ جب تک وہ اپنے پروردگار جل وعلیٰ شانہٗ کا مشاہدہ نہ کرے گا۔ نہ تجھکو اور نہ کسی اور فرد بشر کو یہ دولت حاصل ہوگی۔

نکتہ ثانی:۔ تفسیر مدارک میں لکھا ہے۔ فناہ ہو جانے والی آنکھ سے تو مجھے نہ دیکھ سکیگا۔ جمال باقی و دیدۂ باقی سے دیکھنا چاہیئے۔ نیز رؤیت کے لئے اعلیٰ اہمیت اور زبردست حوصلہ ہو۔ ورنہ جو لقت میں آپ سے سخت ہے۔ پہاڑ اور زبردست ہے۔ اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور میں ہی تجلی اس پر ظاہر کروں۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قرار وثابت رہا تو قریب ہے کہ تو بھی مجھے دیکھے گا۔ عین المعانی میں حضرت سہل ساعدی سے منقول ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے ستر ہزار پردوں کی آڑ سے ایک درہم کے قدر اپنا نور ظاہر فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا نور تھا۔ ظاہر ہونے پر پہاڑ ریزہ ریزہ اور حضرت موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰت والسلام۔ اپنے آپ سے بے خبر ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو اقرار کر لیا کہ آپ سب چیزوں سے جو آپ کے شان نہیں پاک ہیں۔ اور میں بغیر مشاہدۂ ذات کے سب سے پہلا یقین کرنے والا ہوں۔

نکتہ:۔ عجب بھید ہے۔ کہ پہاڑ اس عظمت اور بلندی کے ساتھ دیدار ایزدی کا متحمل نہ ہوا۔ اور انسان کے دل کو دلکن ینظر الیٰ قلوبکم کے حکم سے اس نظر کی طاقت ہے۔ اس میں یہ نکتہ ہے۔ کہ پہاڑ پر نظر ہیبت سے تجلی ہوئی تھی اور دل پر نظر رحمت سے تجلی ہوتی ہے۔ اس نظر ہیبت نے پہاڑ کو ویران کر دیا۔ اور یہ نظر رحمت دل کو آباد کر دیتی ہے۔ ؎

دل پذیرفت آنچہ گردوں بر نتافت دل بدانست آنچہ عرش اندر نیافت

امید ہے کہ قارئین کرام پر کلیم علیہ الصلوٰت والتسلیم کی سرگذشت اس مختصر بیان سے ظاہر ہو گئی ہوگی۔ اب حبیب علیہ الصلوٰت والسلام الیٰ یوم القیام کا عالی رتبہ اور اعلیٰ ہمت اور آپ کا شان بہ الفاظ مختصر درج کیا جاتا ہے۔ جو بمثل مشہور دریا کوزہ میں بند کرنا ہے۔ قلم دو زبان کو نہایت ادب اور احتیاط سے جنبش دیتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ناظرین کرام جس طرح اس علیم وحکیم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰت والسلام کی محرومی دیدار ربانی ہے ہم کو قرآن مجید میں لن ترانی کے ذریعہ مطلع فرمایا اور بیان مذکورہ سے ظاہر ہوا تھا۔ کہ دیدار نصیب حبیب میں تھا۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن صفوری نے نزہت المجالس میں روایت نقل فرمائی ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰت والسلام نے یہ سوال کر لیا۔ تو اسی جگہ ایک پتھر پر مکتوب تھا۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن ولا شہادۃ فی ذالک ان الرویۃ حق یتیم ابی طالب اسی پتھر

پر نظر پڑی تو یہ راز سمجھے۔ بہر حال اسی امانت (دیدار) کی سپردگی سے۔ نیز اس قادر مختار نے ہم کو قرآن مجید میں بذریعہ ما کذب الفؤاد ما رای مطلع فرمایا۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل نے جھوٹ نہیں بولا ہے۔ جو کچھ کہ دیکھا ہے۔ اس نے۔ اور باتفاق اکثر مفسرین مرئی یعنی جو چیز دیکھی اللہ تعالے ذات جامع التفاسیر۔ اور آپ کے عشق و محبت پر مازاغ البصر وما طغیٰ شاہد بتایا۔ یعنی آپ کی نظر بھی اور کسی چیز کی طرف التفات نہ کی۔ اگر سب کچھ عزمات غیب و ظاہر پیش کئے گئے۔ یہ کمال عشق و ادب اور عالی ہمتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر دال ہے۔ جب آپ کو مخلص و صادق پایا۔ تو حجاب درمیان باقی نہ رہا۔ اور جام دیدار سے مالا مال ہو گئے۔ ؎

پس پردہ زپیش دیدہ برخاست بے پردہ بدید آنچہ مے خواست

یہی اخلاص اور فرط محبت آپ کی کامیابی کا باعث ہوگئی اور اسی بھید کو پروردگار عالم نے ہم پر ظاہر فرما کر حبیب اور کلیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درجات سے ہمیں واقف فرمایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ نشان کلیم طور پر اور نشان حبیب لامکان پر جا لگا۔ بعض کج رو کہتے ہیں۔ کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیدار نہیں ہوا۔ ان کے جواب میں تو مذکورہ بالا دلائل کے علاوہ اور براہین قاطعہ بھی شاہد ہیں جن کے بیان کرنے سے مضمون طوالت پذیر ہو جاتا ہے۔ اور انہی پر اکتفا کر کے شعر ہذا پر مضمون کو ختم کر دیا گیا۔ ؎

برمحمدؐ می رسانم صد سلام آں شفیع المذنبیں یوم القیام

صوفیائے کرام اور سیاست

(از عالیجناب خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ ہند)

ہم نے ایک مضمون رسالہ انوار الصوفیہ میں کئی سال ہوئے شاہان اسلام اور دربار صوفیائے کرام شائع کیا۔ جس میں ہم نے چند ایک ایسے شاہان اسلام کا ذکر کیا تھا۔ جو اللہ تعالےٰ کے ان برگزیدہ بارگاہ ایزدی و محبوبان دربار سرمدی میں حاضر ہونے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔ اور ان پاک اور مقدس دعا اور توجہ اور امداد و برکت کے مستدعی و ملتجی ہوتے رہے اور انہی درگاہوں کی جاروبی اور حاضری کو سعادت دارین سمجھتے رہے۔ اور اسی پر ان کا ایمان تھا۔ ضمناً اس مضمون میں ہم نے۔ ان مقبولان بارگاہ سرمدی کا سیاست ملکی میں شریک ہونے اور حصہ لینے کا ذکر کر دیا تھا۔

گمراہی اور الحاد کے زمانہ کا ذکر کیا جاوے۔ کہ اس دوران ظلمت میں ملحدان مرتدان کی روز افزوں ترقی ہے۔ اور ان ناعاقبت اندیشوں کو علم دین سے کوئی تعلق یا آشنائی نہیں ہے۔ اس لئے یہ دل کے اندھے یہ آنکھوں والے اندھے اور کانوں والے بہرے خدا کے مقبولان کے مدارج عالیہ سے بے خبر اور ناواقف طرح طرح کے ان پر اعتراض تراشتے رہتے ہیں۔ اور نور ولایت کو دیکھنے اور اس سے بہرہ اندوز ہونے کی سعادت سے محروم رہ کر خسر الدنیا والآخرۃ بن جاتے۔ یہ فرومائیگان اپنے زعم باطل میں یہ خیال جمائے بیٹھے ہیں۔ کہ صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ کو سیاست سے کیا تعلق۔ ان نااہلوں کو صوفی صافی مقبول و محبوب بارگاہ سرمدی اور محب و محبوب شہنشاہ دو عالم۔ شافع اعظم۔ شاہد دارین۔ سید الثقلین علیہ الصلوٰت والتسلیم اور گدائے میں فرق و امتیاز کی عقل سلیم ہی عطا نہیں ہوئی۔ چونکہ وہ حفظ مراتب میں غلطی عظیم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لئے بحکم ناحفظ مراتب نکنی زندیقی۔ زندیق کا درجہ مل جاتا ہے۔ چونکہ وہ کالانعام بل ہم اضل اور من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا کے حکم باری تعالیٰ کے ماتحت زندگی دنیا اندھوں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ خدا کے محبوبوں بخشندگان نور ربانی۔ عطا کنندگان دولت عرفانی بلکہ قاسمان سعادت دارین کی خدمت میں حاضر ہو کر سابقہ غلط کاریوں سیاہ کاریوں سے تائب ہو کر نور ربانی کے حصول کے لئے کاسۂ دل کو تیار نہیں کرتے۔ اس لئے ان کے دلوں میں سوائے تمرد الحاد اور زندقہ کے کوئی اچھی اور نیک بات اثر پذیر ہی نہیں ہوتی۔ اور اس گمراہی کی حالت میں فرشتہ اجل آجاتا ہے۔ اور پھر پچھتانے اور توبہ کرنے کی بھی مہلت نہیں ملتی۔ اور اس سلب ایمان کی حالت میں جو کمترین عقوبت عداوت عاشقان ذات سرمدی میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کو یاد رہے۔ کہ یہی وہ خدا کی مقبول اور برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ جن کے دم قدم کی طفیل یہ آسمان و زمین قائم ہیں۔ اور تمام مخلوقات پر رحم ہو کر ان کو رزق مل رہا ہے۔ یہ پاک بندگان عالی اس خدا کے محبوب خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین کے نورانی غلام ہیں۔ جن کی طفیل نورانیت ایمان اور رحمت خدا دنیا میں تقسیم ہوتی ہے۔

خدا کی شان جب ان سے پوچھا جاوے۔ کہ ارے خدا کے بندو تمہارے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ صوفیائے کرام پیران عظام کو سیاست سے کیا کام۔ تو وہ جھٹ سے جناب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھ دیتے ہیں۔ ؎

رموز مملکت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

فیا للعجب:۔ اول یہ شعر کسی مسلمان اور مومن کے لئے قابل تقلید ہی نہیں۔ اگر اس کے ظاہری معنے لئے جاویں۔ کیونکہ قرآن پاک میں مومن کی شان میں بے شمار آیات موجود ہیں۔ جن

ہیں اس کے مدارج عالیہ دین و دنیا کی بادشاہی اور تمام جہان تمام مخلوق تمام دیگر ہستیوں سے اس کی برتری اور علو مراتب بیان کئے گئے ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ اس کی مضمون میں مناسب مقامات پر بیان کئے جاویں گے۔

ان اعتراض کنندگان کم فہموں کو حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کے معانی کے ادراک کی سمجھ ہی نہیں ہے۔ نہ ہی ظاہری معنوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ صوفیائے کرام کو سیاست ملک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ اس کے حقیقی معنوں سے یہ نکلتا ہے۔ اگر خسروان کے معنے بادشاہ نیک لیا جاوے۔ تو یہ سمجھ لو۔ کہ حافظ صاحب چونکہ دنیا سے کنارہ کش ہوکر گدائے گوشہ نشین بن گئے تھے۔ اس لئے ان کو بادشاہت کے رموز سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اور اگر اس کے اصلی معنے لئے جاویں۔ تو پھر کوئی شک ہی نہیں رہتا کہ اس شعر کا دنیاوی بادشاہت کے ساتھ کوئی تعلق یا واسطہ ہی نہیں ہے۔ ذرا سنئے اور دیدۂ دل سے دیکھئے۔ اور مطالعہ کیجئے۔

رموز مملکت۔ خسروان کے معانی ذرا ارباب تصوف سے پوچھئے۔ ذرا کتاب دل وا کیجئے۔ اور کسی صاحب دل کی نظر کیمیا اثر سے لوح دل کو صاف کرا کر اس پر نورانی عبارت کندہ کرائیے۔ پھر معلوم ہو جائیگا۔ کہ میری جان جو کچھ تم خیال کرتے ہو وہ درست ہے۔ یا جو غلامان صوفیائے کرام کثر اللہ امدادہم سمجھتے ہیں۔ وہ درست ہے۔ گدا اور خسرو دو لفظ جو نہایت ہی لطیف پیرایہ میں استعمال کئے گئے ہیں۔ خسروان کے معانی ہیں اس شعر میں صرف وہ اصحاب مراد ہیں۔ جو مدترات امر ہیں۔ جن کے سپرد نظم و نسق دنیا ہوتا ہے۔ ان کے علاقے مقرر ہیں۔ حدود تعین ہیں۔ اپنی اپنی حدود میں سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ آج سے کئی سو سال پیشتر فلاسفر شیرازی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بوستان میں فرمایا ہے۔ کہ اگر مملکت خراب ہو۔ بدانتظامی ہو تو بیچارے ظاہری بادشاہ کا قصور ہے۔ یہ اس صاحب امر درویش کی بے پرواہی کا نتیجہ ہے۔ تو اس شعر میں بھی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خسروان سے یہی پاک برگزیدہ ہستیاں مراد لیتے ہیں۔ جن کی سپرد مولائے کریم کی طرف سے انتظام دنیا ہے۔ فرماتے ہیں خدا کے مقبول بندے ابدال اپنے اپنے علاقہ کے انتظام کے رموز کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس علاقہ میں ظلم و کفر کی شدت ہے۔ اس لئے اس علاقہ میں فوراً سزا کی ضرورت ہے۔ تو وہ جو کام مناسب حال خیال کرتے ہیں۔ اس کا حکم دے دیتے ہیں۔ بس وہ بحکم فیکون اسی طرح ہو جاتا ہے۔

حافظ صاحب دوسرے مصرع میں اپنی ذات گرامی کی طرف اشارہ کرکے اپنی انکساری اور منکسر مزاجی ظاہر کی ہے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ آپ کو کسی علاقہ کی نسبت کوئی مکاشفہ ہوا۔ مگر ان حالات کا ان کو علم نہ تھا۔ نہ ہی وہاں تک رسائی ہوگی۔ اس لئے بطور ایک درویش ہونے کے آپ نے اپنا عجز۔ اور بے تعلقی ظاہر کردی۔

اور اپنے آپ کو بالکل ایک گدائے گوشہ نشین سے تشبیہ دی جس کا دنیا و مافیہا سے کوئی تعلق نہ ہو۔

اور سنئے۔ باعثِ ایجاد عالم سیدِ کون و مکان محبوب انس و جان شہنشاہ دوجہان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ الشریعت اقوالی۔ الطریقت افعالی۔ الحقیقت احوالی۔ المعرفت اسراری۔ شریعت اور طریقت کوئی جداگانہ چیزیں نہیں ہیں۔ اسلامی تصوف اور شریعت دونو ایک ہی بات ہیں۔ جو لوگ تصوف اسلام کو شریعت اسلام سے جدا خیال کرتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان کو اسلام کے اصولوں سے سخت ناواقفیت ہے۔ اور ان کے دل و دماغ میں اسلامی تعلیم کا کوئی اثر ہی نہیں۔ جب شریعت اسلامی اصول دین اور طریقت یعنی تصوف اسلامی آپس میں متضاد یا ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کہ صوفی جو عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ اس کو سیاست سے کوئی سروکار نہیں۔ غلط بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

یہ بات مسلمہ ہے اور بدترین سے بدترین مخالفین اسلام بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ سرور کائنات مفخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مقدس اور برگزیدہ ہستی بے نظیر و بے مثال ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی روحی فداہ میں عبدیت عبودیت محبوبیت۔ نورانیت۔ شہنشاہیت۔ ملوکیت کی تمام شانیں من کل الوجوہ بکمال اتم مجتمع تھیں۔ ایک طرف تو سرکار دوعالم علیہ الصلوٰت والسلام نے ایک سوداگر کا کام کیا۔ دوسری طرف تعلیم باطنی اور نورانی توحید سے تمام عالم کو منور کر دیا۔ ظالموں اور مشرکوں سے تنگ آکر بحکم خداوندی ہجرت فرمائی۔ مخالفین دین سے عہد نامے کئے۔ ان سے مدافعانہ کارروائیاں کیں۔ اور بوقت ضرورت جب دشمنان دین نے مدینہ شریف میں بھی چین سے دم نہ لینے دیا۔ تو حضور شہنشاہ دوعالم روحی فداہ بہ نفس نفیس خود بطور سپہ سالار کے میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ اور بطور بے نظیر اور بے مثال سپہ سالار کے احکام ارشاد فرماتے رہے۔ اور خداوند کریم نے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے والوں کو کیسے پیارے الفاظ میں بشارت دی اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو جو بیعت کنندگان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ اس کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ اور پھر جب مکہ شریف فتح ہو گیا۔ تو حضورؐ نے دشمنان دین سے کیسا اچھا سلوک کیا۔ سب کو معاف کر دیا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک کا مطالعہ کرنے اور قرآن پاک میں تدبر اور غور کرنے اور بزرگان دین خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات پڑھنے سے

معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی تعلیم اور سیاست ملکی علیحدہ علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ ظاہر باطن ایک ہی ہے۔ یاد رہے۔ کوئی شخص یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ وہ مومن ہے۔ جب تک کہ وہ غلامی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طوق زیب گلو نہ کرے۔ کیونکہ بدوں اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی قبولیت نہیں ہو سکتی۔ تو پھر صوفی جو اپنے آپ کو عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتاتا ہے۔ وہ کس طرح حضور کے اسوۂ حسنہ کے مخالف عمل کر سکتا ہے۔ ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جب ایمان اور فلاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے اور حضور کی زندگی میں تمام صفات دنیا و دین، فلاح دارین، سعادت دارین، شفاعت دارین کی بدرجہ اتم جمع ہوں۔ تو پھر یہ کہنا کہ صوفی کو جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع غلام ہو۔ سیاست سے کیا کام بالکل جہالت پر مبنی ہے۔

نعت شریف

(از جناب سید شبیر علی صاحب محزوںؔ قصبہ بھیڑی ڈاکخانہ خاص ضلع بانس بریلی)

محمدؐ حبیب خدا بنکے آیا
خبر اُنکے آنیکی انجیل میں ہے
خبر اُنکے آنیکی حبقوق نے دی
زبور اور توراۃ شاہد ہیں اس پر
محمدؐ کی توصیف کرتا ہے اللہ
کہیں نور کہکر پکارا خدا نے
طٰہٰ و یٰسٓ، مزمّل، مدثّر!
کروں ختم مطلع پہ یہ غزل محزوںؔ

مرے درد دل کی دوا بنکے آیا
اور خلیلؑ خدا کی دعا بنکے آیا
دو عالم کا وہ آسرا بنکے آیا
عجب شان کا دلربا بنکے آیا
وہ ممدوح رب العلٰی بنکے آیا
کہیں مجرموں کی دوا بنکے آیا
خدا جانے کیا سے کیا بنکے آیا
محمدؐ حبیب خدا بنکے آیا۔

اخبار

عالیجناب فضیلتماب اعلیٰحضرت جناب صاحبزادہ مولانا الحاج پیر سید محمد حسین صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امیر الملت محدث علی پوری آستانہ عالیہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور شب و روز غلامان و عقیدتمندان سرکار علی پوری جناب سجادہ نشین مدظلہ العالیٰ کی خدمت اقدس حاضر ہو کر دین و دنیا کی برکات اور سعادت سے مالا مال ہوئے۔ اوّل حضور کی طبیعت (ولقب المدد) کسی قدر ناساز رہی تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ بالکل صحت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور پُر نور کو اور اس دودمان عالی تبار کو تا دائم قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب بھی آستانہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور محترمی جناب صاحبزادہ حافظ پیر سید نذر حسین خلف رشید عالی جناب حضرت مولانا الحاج پیر سید خادم حسین شاہ صاحب کو جو برائے ادائے فریضہ حج اور زیارت حرمین الشریفین حجاز مقدس کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ جہاز پر سوار کرانے کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

باقی جملہ صاحبزادگان عالی مقام خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح سے بخیریت ہیں۔ اور آستانہ عالیہ میں رونق افروز ہیں۔

عالیجناب مولانا الحاج صاحبزادہ سید پیر حیدر حسین شاہ صاحب بمعہ کئی ایک غلامان و درویشان سرکار علی پوری برائے زیارت حرمین الشریفین اور حج شریف کے لئے 18/6/56 کو کراچی تشریف لے گئے اور جملہ صاحبزادگان اور سید صاحبان علی پور شریف ان کو الوداع کہنے اور گاڑی پر سوار کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن علی پور پر تشریف لائے اور اکثر ان کے ہمراہ نارووال اور لاہور تک تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ایزدی میں دعا ہے۔ کہ مولیٰ کریم ان مسافران حجاز کو بخیر و خوبی ہر قسم کی امن و آسائش سے اپنے ارادوں میں کامیابی اور کامرانی عطا کر کے وطن مالوف مراجعت فرمائے۔

اس ماہ میں کسی شہر سے سوائے لیہ کے حلقہ ذکر کے کرنے کی رپوٹ موصول نہیں ہوئی۔ آج پھر بحکم عالیجناب حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالیٰ جملہ یاران طریق کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ضرور ہر ہفتہ حلقہ ذکر کی مجالس منعقد کیا کریں۔ اور مرکزی انجمن خدام الصوفیہ علی پور شریف میں اطلاع رپورٹ ارسال کیا کریں۔ ....